

نہدی ظہر

قصیدہ

عزیز علی احمدی صاحب دہلی

مفتی محمد رفیع الرحمن صاحب دہلی





بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْنَ

ٹھنڈی ظہر

مصنوب لکھنؤ

شمس المصنفین، فقیہ الوقت، فیض ملت، مفسر اعظم پاکستان

حضرت علامہ ابوالصالح مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

().....○.....○.....○.....()

().....○.....○.....()

().....○.....()

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بِحَمْدِهِ نَصَلِّیْ وَنَسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

اما بعد! اہلسنت (احناف) کے نزدیک گرمیوں میں ظہر کی نماز گرمی کی تیز نرم پڑنے کے بعد پڑھنا افضل ہے۔ یہی احادیث مجھ سے صراحتہ مجھ سے ثابت ہے اس کے برعکس غیر مقلدین اور بعض دیوبندی بھی وہابیوں کی تقلید میں گرمیوں اور سردیوں ہر دونوں موسموں میں اول وقت کا دھوکہ دے کر کرکڑی گرمی میں ظہر کی نماز ادا کرنے کو افضل سمجھتے ہیں حالانکہ ان کے پاس صریح احادیث کوئی نہیں سوائے ان روایات کے جو جواز کے لئے ہیں یا پھر ضرورت کے پیش نظر اول وقت میں پڑھی گئیں جس کی تفصیل آئے گی۔ (اختلاف)

مقدمہ

(۱) ظہر کا وقت سورج ڈھلنے کے بعد شروع ہو کر اس وقت تک ہے جب ہر شے کا سایہ (اصلی سایہ کے علاوہ) دوگنا ہو جائے غیر مقلدوں اور احناف کے نزدیک اول و آخر اوقات کے درمیان میں جب بھی ظہر کی نماز پڑھی جائے جائز ہے لیکن اختلاف اس میں ہے کہ گرمیوں میں اول وقت میں پڑھنا افضل ہے یا گرمی کی تیزی کو ٹھنڈا کر کے احناف کے نزدیک پچھلے وقت میں افضل ہے اور غیر مقلدوں اور بعض دیوبندیوں کے نزدیک اول وقت میں۔

(۲) جن احادیث میں گرمیوں میں اول وقت میں نماز پڑھنا ثابت ہے وہ ضرورت کی وجہ سے یا جواز کے لئے تھا ورنہ حضور سرور عالم ﷺ کا دائمی عمل گرمی کی تیزی کو ٹھنڈا کر کے پڑھنے کا تھا۔

(۳) خوارج کی علامت تھی کہ وہ نماز میں جلدی کرتے یہاں تک کہ گرمیوں میں زوال ہوتے ہی ظہر کی نماز پڑھ لیتے اسی لئے تو ہم غیر مقلدوں اور دیوبندیوں کو خوارج سمجھتے ہیں۔ تفصیل فقیر کی کتاب ”المیثاق دیوبندی“ میں ہے۔

(۴) حدیث قوی و فعلی میں تضاد ہو تو ترجیح حدیث قوی کو دی جائے گی کیونکہ بمنزلہ حکم ہے اور فعلی میں تاویل کی جائے گی اور قاعدہ عام ہے۔ **الحمد لله ابراد المظہر** میں ہمارے دلائل احادیث قولیہ سے ہیں اور فعلیہ سے بھی لیکن جہاں فعلیہ احادیث میں ابراؤ نہیں ہم نے وہ جو صحیح پیش کر دیئے ہیں جس وجہ سے وہ نمازیں ابراؤ کے برعکس پڑھی گئیں۔

(۵) قاعدہ ہے کہ سنت رسول اللہ ﷺ کا نام ہے جو نبی پاک ﷺ کا دائمی عمل ہو۔ **الحمد لله** حضور سرور عالم ﷺ کا گرمیوں میں دائمی عمل ابراؤ تھا اس کے برعکس کسی وجہ سے تھا جس کی تفصیل آئے گی۔ (اختلاف)

باب ۱

حنیوں کے نزدیک گرمیوں میں ظہر کی نماز دن کو ٹھنڈا کر کے پڑھنا افضل ہے اور سردیوں میں اوّل وقت میں بعض دیوبندی اور غیر مقلدین گرمیوں میں چالچلاتی دھوپ دوپہر کے قریب ہی پڑھ لیتے ہیں جو احادیث صحیح کے خلاف ہے چنانچہ درج ذیل احادیث ملاحظہ ہو۔

☆ عن ابی ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال اذن مؤذن رسول اللہ ﷺ للظہر قال ابرد ابرد انتظر فان شدة الحر من فيح جهنم فاذا اشد الحر فابر دو اعن الصلوة حنی وانہا فی النلول۔

(بخاری مسلم، باب الامداد بالظہر)

ترجمہ: ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے مؤذن نے اذان کا ارادہ کیا کہ وہ ظہر کی اذان کہیں آپ نے اے فرمایا اے ٹھنڈا کر ٹھنڈا کر انتظار کر اس لئے گرمی کی شدت جہنم کی بھاپ سے ہے تو جس وقت گرمی سخت ہو تو نماز کو ٹھنڈے وقت میں پڑھو یہاں تک کہ ہم نے ٹیلوں کا سایہ دیکھا۔

☆ عن ابی ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال کنا سفر معی النبی ﷺ فاراد المؤذن فقال له ابرد ثم اراد ان یؤذن فقال له ابرد ثم اراد ان یؤذن فقال له ابرد فقال له ابرد حنی ساری الظل النلول فقال النبی ﷺ ان شدة الحر من فيح جهنم و قال الترمذی حدیث حسن صحیح و ابن شہبہ و ابو داؤد طیالسی و بیہقی و ابو عوانہ و غیر ہم

ترجمہ: حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے تو مؤذن کا اذان کہنے کا ارادہ ہوا تو حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا ٹھنڈا کر پھر مؤذن کا ارادہ ہوا کہ اذان کہے تو آپ نے فرمایا ٹھنڈا کر پھر اس کا ارادہ ہوا تو فرمایا ٹھنڈا کر یہاں تک کہ ہم نے ٹیلوں کا سایہ دیکھ لیا آپ نے فرمایا کہ گرمی کی تیزی دوزخ کی بھڑک سے ہے جب تیز ہو تو نماز ٹھنڈی کرو۔ (رواہ البخاری فی صحیح فی باب الاذان و مسلم) (نوٹ: امام ترمذی نے فرمایا یہ حدیث صحیح ہے۔)

فائدہ

اس حدیث سے غیر مقلدین کے دوسرے غلط مسئلہ کا بھی رد ہو گیا۔ وہ کہتے ہیں کہ ظہر کا وقت صرف مثل اوّل تک رہتا ہے اوّل مثل کے بعد ظہر کا وقت ختم ہو جاتا ہے کیونکہ سورج کی گرمی اوّل تک ایک ہی طریق پر رہ گئی ہے اگر مثل اوّل تک ظہر کا وقت ختم ہو جاتا ہے تو ہم کہتے ہیں کہ سورج کو ٹھنڈا کرنے کا کیا معنی حالانکہ سورج مثل اوّل بعد ٹھنڈا ہوتا ہے۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ظہر کا وقت مثل اذان کے بعد بھی رہتا ہے چنانچہ روایت مذکورہ میں ٹیلوں کا بہت زیادہ پھیلنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ ظہر کا وقت مثل اذان کے بعد تک رہے کیونکہ ٹیلے کھڑے نہیں ہوتے بلکہ نیچے نیچے ہوتے ہیں اور ظاہر ہے کہ ایسی بھی جانے والی اشیاء کا سایہ نظر نہیں آتا جب تک کہ سورج بہت زیادہ نہ ڈھل جائے چنانچہ تجربہ کر کے دیکھئے۔

علامہ نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اسی حدیث کے تحت لکھتے ہیں **والنلول مضطحتہ غیر مفقصة الابصیہ فی العارۃ الابدع اول الشمس بکثیر**۔ ٹیلے ہمیشہ نیچے ہوتے ہیں نہ کھڑے ہوتے ہیں اسی لئے ان کا سایہ نظر نہیں آئے گا جب تک کہ سورج بہت زیادہ ڈھل نہ جائے کیونکہ تجربہ شاہد ہے کہ ایسی پچھنے والی اشیاء کا سایہ پہلے بطرف اجساد پھیلتا ہے پھر آگے کو بڑھتا ہے اور بڑی دیر بعد نمودار ہوتا ہے اور ٹیلے کا سایہ اس کے برابر ہو جانے کا وقت لازماً مثل اذان کے بعد ہوگا اور یہی حکم حدیث مذکورہ میں ہے جب اتنی بڑی وضاحت کے ساتھ حضور سرور عالم ﷺ نے اپنی امت کو ظہر کی نماز کا وقت بتایا اور اسی پر حقیقی عمل پیرا ہیں اب وہابیہ ایسی صحیح احادیث اور صریح احکام پر عمل نہ کرے تو اس کی اپنی بد قسمتی ہے اور نبی پاک ﷺ نے ظہر کی نماز کی تاخیر کی علت بھی سورج کو ڈھلنا کرنا بتایا ہے اور پھر تاکید در تاکید پھر بار بار۔ (ولیکن الوہابیۃ قوم لا یعقلون)

☆ **عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ اذا اشتد الحر فابروا بالصلوۃ فان شدة الحر من فیح جہنم۔** (بخاری و مسلم)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جب گرمی تیز ہو تو نماز ٹھنڈی کر کے پڑھو۔

وقال الترمذی و فی باب عن ابی سعید و ابی ذر و ابی موسیٰ و ابن عباس و الس والعیرة و صفوان و حدیث ابی ہریرۃ حدیث حسن صحیح

☆ **عن عبداللہ بن رافع النہ سالی ابو ہریرۃ عن وقت الصلوۃ فقال ابو ہریرۃ انا اخبرک صلی الظہر اذا کان ظلك مثلک والعصر اذا کان ظلك مثلک۔**

(الحديث رواه المالک فی موطاء والاکام محمد فی موطاء)

ترجمہ: عبداللہ بن رافع نے ابو ہریرہ سے نماز کا سوال کیا تو انہوں نے فرمایا میں تمہیں خبر دیتا ہوں نماز ظہر پڑھ جب تیرا سایہ تیری مثل ہو جائے اور عصر پڑھ جب تیرا سایہ دوشل ہو جائے۔

صل اظہر جملہ اذا كان الخ کی جزاء ہے اور مسلمہ قاعدہ ہے کہ شرط جزاء سے مقدم ہوتی ہے۔ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز ظہر کو ٹھنڈا پڑھنے والی حدیث کے روای ہیں اب نتیجہ ظاہر ہے کہ حدیث مذکور مثل اول کے بعد ظہر کی نماز پڑھنا ثابت ہوا اور یہی ہمارا مذہب ہے اور حضور نبی اکرم ﷺ بھی بار بار تاکید فرماتے ہیں کہ گرمیوں میں ظہر کی نماز ٹھنڈے وقت میں پڑھو اور ٹھنڈا وقت ظہر کے مثل اول بعد شروع ہوتا ہے اور یہ بھی وہم ختم ہوا کہ ٹھنڈا وقت تو دو مثل کے تک بھی نہیں ہوتا تو اس کا معنی یہ ہوا کہ ظہر کا وقت سورج ڈوبنے سے پہلے تک ہوتا چاہئے اس کا جواب اوپر آگیا کہ دو مثل سے قبل ظہر کا وقت ہے اور اس کے بعد عصر شروع ہو جاتی۔ اس لئے اذان ثابت ہوا کہ ابراہیم سے مراد ابتدائی ٹھنڈک ہے اور وہ مثل اول کے بعد ہے اور یہی ہم کہتے ہیں۔

عن عبد الله بن عمر رضي الله تعالى عنهما ان رسول الله ﷺ قال اما مثلك و مثل اهل الكتاب كرجل استاجر اجراء فقال من يعمل لي من غدوة الى نصف النهار على قيراط فعملت ابهود ثم قل من يعمل لي من نصف النهار الى صلوۃ العصر على قيراط فعملت انصاري ثم من يعمل لي من صلوۃ العصر انى ان تغيب الشمس على قيراطين فعملت ابهود و انصاري فعمالنا كثر عملا و اقل عطاء فقال هل نقصت من حقكم شيئا فقالوا لا قال لذلك فاضلى اوتيه من اشاء -

رواہ البخاری یا لا سائید العیدہ والطرف الکثیرہ ورواہ الترمذی وقال هذا حدیث حسن صحیح **ترجمہ:** عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ تمہاری اور اہل کتاب کی مثال اس شخص جیسی ہے جس نے چند مزدور بلا کر انہیں فرمایا کہ تم میں جو بھی دو پہر تک کام کرے گا تو ہر ایک کو ایک قیراط دوں گا۔ یہودیوں نے دو پہر تک مزدوری کی اور ایک ایک قیراط پالیا۔ پھر اعلان کیا کہ جو دو پہر سے عصر تک کام کرے گا تو ہر مزدور کو ایک ایک قیراط ملے گا عصر تک گویا انصاری نے کام کیا (تو مزدوری حاصل کر لی) اس کے بعد اعلان کیا کہ جس نے نماز عصر سے غروب شمس تک کام کیا تو ہر ایک کو دو دو قیراط ملیں گے اس پر یہودیوں و انصاری تاراض ہوئے کہ اسکی کیا وجہ کہ ہم نے کام زیادہ وقت میں کیا لیکن مزدوری کم مالک نے کہا بھلا بتاؤ میں نے تمہاری مزدوری میں کچھ کمی کی؟ کہا نہیں تو فرمایا تو وہ میرا فضل ہے جسے چاہوں عطا کروں۔

حدیث کے آخر میں ہے:

”الا فانتم الذين يعملون من صلوة العصر الى مغرب الشمس الا لكم الاجر مرتين“

ترجمہ: خبردار کہ تم وہی لوگ ہو جو عصر سے غروب شمس تک کام کرتے ہو تمہاری مزدوری دوگنی ہے۔

فائدہ

اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ ظہر کا وقت عصر سے زائد ہے کیونکہ زوال کے بعد ایک مثل تک کی بات مان لی جائے تو پھر عصر کا وقت ظہر سے زائد ہو جاتا ہے کیونکہ بقول عائشہ رضی اللہ عنہا مثل اذان کے بعد عصر شروع ہوئی اور سورج کے غروب سے پہلے تک عصر کا وقت ہے اور یہ حدیث مذکور کر کے بیان کے خلاف ہے کیونکہ حدیث شریف میں ظہر کا وقت اکثر بتایا ہے اور اکثر افعال التفصیل ہے اور کثرت کا معنی اسی بناء پر ثابت ہوگا کہ ظہر کا وقت مثل اذان کے بعد تک بھی ہو اور بعض ایسی احادیث سے ظہر کو تا دو مثل ثابت کیا گیا ہے چنانچہ متون فقہ میں واضح طور پر بیان کیا گیا ہے اور غلطی و شائبہ بحر الفرائق وغیرہ میں تفصیل کے ساتھ مذکور ہے۔

☆ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان النبی ﷺ قال شدة الحر من فحج جہنم فابردوا بالظہر و اشکت النار الی ربہا فقاتل رب اکل بعضی بعضاً فاذاں لہا بنفین نفس فی الشتاء و نفس فی الصيف۔ (بخاری و مسلم نسائی ترمذی ابوداؤد و تہذیبی ابویوسف و ابویہریرہ رضی اللہ عنہما)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا نبی ﷺ نے گرمی کی تیزی و دوزخ کی بھڑک سے ہے لہذا ظہر ٹھنڈی کرو آگ نے رب کی بارگاہ میں شکایت کی عرض کیا موٹی میرے بعض نے بعض کو کھا ڈالا تو رب نے اسے دو سانسوں کی اجازت دی ایک سانس سردی میں ایک گرمی میں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے روایت کی:

قال کان رسول اللہ ﷺ اذا کان الحر ابردا صلوة واذا کان البرد عجل۔ (نسائی شریف)

ترجمہ: فرماتے ہیں کہ جب گرمی زیادہ ہوتی حضور ﷺ ظہر کی نماز ٹھنڈی کر کے پڑھتے تھے اور جب سردی ہوتی تھی جلدی پڑھ لیتے تھے۔

اس کا آخری حصہ یہ ہے: وهو اشد ما تجدون من الحر وهو اشد ما تجدون من الزمہریر۔ (بخاری)

ترجمہ: جس کی وجہ سے تم سخت گرمی محسوس کرتے ہو اور جس کی وجہ سے تم سخت سردی محسوس کرتے ہو۔

فائدہ

نبی پاک ﷺ اپنی امت کے لئے ماں باپ سے زیادہ شفیق ہیں اسی لئے امت پر شفقت کرتے ہوئے دوزخ کی گرمی سے بچالیا جیسے آخرت میں بچائیں گے بلا تامل جیسے ماں باپ انجان بیٹے کو دھوپ میں نہیں جانے دیتے تاکہ وہ دھکی نہ ہو یونہی نبی پاک ﷺ نے امت کو بچاتے ہوئے دو پہر کی گرمی میں نماز سے روکا تاکہ امت دھکی نہ ہو۔ لیکن جو خود ہی چھلانگ لگا دے تو اس کا کیا علاج۔

طاہری شریف نے حضرت ابو مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی

انہ راى النبی ﷺ يعجاها في الشتاء ويوغرها في الصيف

ترجمہ: انہوں نے دیکھا کہ نبی ﷺ کو ٹھہر کی نماز سردیوں میں جلدی پڑھتے تھے اور گرمیوں میں دیر سے پڑھتے تھے۔

فائدہ

یہ دونوں روایتیں ہمارے احناف کے معمولی مؤید ہیں کہ گرمیوں میں ٹھہر کی تاخیر اور سردیوں میں تعجل۔ اگر غیر مقلدین کے پاس کوئی صحیح قوی حدیث ہے تو لائیں جس میں تصریح ہو کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہو کہ ٹھہر ہمیشہ جلدی پڑھو۔

جمعہ کا وقت

نماز جمعہ کا وقت بھی ٹھہر کی طرح ہے کہ گرمیوں میں ٹھنڈک کر کے پڑھی جاوے۔ بعض لوگ سخت گرمی میں بھی جمعہ کی نماز بالکل اڈل وقت پڑھ لیتے ہیں یہ خلاف سنت ہے۔ غیر مقلد وہابی ضد کے کہے ہیں وہ حدیث صریح بھی ہو تو ضد کو نہیں چھوڑتے ورنہ ہم نے اپنے موقف کی صحیح احادیث لکھی ہیں ان پر عمل کر دکھائیں۔

بخاری شریف نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی

قال كان النبی ﷺ اذا اشتد البرد بلو بالصلوة واذا اشتد الحر ابرد بالصلوة یعنی الجمعة

ترجمہ: فرماتے ہیں کہ جب سخت ٹھنڈک ہوتی تو حضور ﷺ نماز جلد پڑھتے اور گرمی تیز ہوتی تو نماز ٹھنڈی کر کے پڑھتے تھے یعنی جمعہ کی نماز۔

فائدہ

بخاری شریف جس پر ان کا سہارا ہے اس میں صریح الفاظ ہم پہلے بھی لکھ آئے ہیں اور جمعہ اور ٹھہر ایک وقت ہے اسکی بھی تصریح حاضر کر دی لیکن دیکھ لیں وہ کبھی گرمیوں میں جمعہ ہو یا ٹھہر کی نماز ٹھنڈا کر کے نہیں پڑھیں گے یہ صرف ان

کی ضد ہے اور خوارج کی تہدید۔

اسرار شریف

حضور نبی پاک ﷺ کی شریعت کا خاصہ ہے ہمیشہ امت کی خیر خواہی اور اس سے شفقت کے پیش نظر عبادات میں سہولتیں اور آرام کا خیال رکھتی ہے بخلاف یہودیوں کے اس کی مثالیں شرعی احکام میں موجود ہیں۔ اسی بناء پر یہاں بھی شریعت نے حکم فرمایا ہے کہ نماز ظہر گرمیوں میں ٹھنڈی کر کے پڑھنا آسانی ہے کہ تیز گرمی میں ظہر پڑھنا مسلمانوں کی تکلیف کا باعث ہے علاوہ ازیں جماعت کی کمی کا اندیشہ ہے کیونکہ گرمی میں عام کاروباری لوگ دوپہر کا کھانا کھا کر قیلولہ یعنی دوپہر میں آرام کرتے ہیں اور دوپہر کی تپش گھر میں گزارنا چاہتے ہیں۔ اگر اس حالت میں نماز ظہر پڑھی جائے تو وہ لوگ سنت قیلولہ سے بھی محروم رہیں گے اور ان پر اس وقت مسجد کی حاضری گراں بھی پڑے گی اور ایسے موقع پر شریعت مطہرہ آسانی کر دیتی ہے۔

فائدہ

مذکورہ بالا احادیث مبارکہ بھی اور اسرار شریعت سے معلوم ہوا کہ نماز ظہر کا وقت دو مثل سایہ تک رہتا ہے اور عصر کا وقت دو مثل سایہ شروع ہوتا ہے۔

www.hispaniaonline.com

عقلی دلائل

☆ گذشتہ احادیث سے معلوم ہوا کہ حضور اکرم ﷺ خود بھی ظہر ٹھنڈی کر کے پڑھتے تھے اور اس کا حکم بھی دیتے تھے اور ظاہر ہے کہ اکثر ممالک خصوصاً ملک عرب میں ایک مثل سایہ کے بعد دوپہر کی تپش ٹوٹتی ہے ایک مثل تک سخت گرمی رہتی ہے۔ اگر ایک مثل پر وقت ظہر نکل جائے تو یہ احادیث غلط ہوں گی۔

☆ گذشتہ احادیث سے معلوم ہوا کہ حضور اکرم ﷺ نے اس وقت نماز ظہر پڑھی جب ٹیلوں کا سایہ نمودار ہوتا۔ تجربہ کر لیں کہ ایک مثل سایہ کے وقت ٹیلے کا سایہ نمودار نہیں ہوتا کیونکہ پھیلاؤ کی وجہ سے اس کا سایہ ایک مثل کے بعد ظاہر ہو سکتا ہے اگر ایک مثل پر وقت ظہر نکل جاوے تو حدیث غلط ہوگی جس میں ہے کہ نماز ظہر ٹھنڈک میں پڑھو۔

☆ نماز عصر کا وقت ہمیشہ ظہر کے وقت سے کم ہونا چاہئے اگر ایک مثل وقت عصر ہو جایا کرے تو ظہر کے برابر بلکہ کبھی ظہر سے بڑھ جائے گا اور اس مثال حدیث کے خلاف ہے جو بخاری شریف میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک حدیث مرفوعہ نقل فرمائی کہ حضور انور ﷺ نے اپنی امت کی مثال دو انصاری کے مقابل اس طرح دی کہ کوئی شخص کسی

مزدور کو صبح سے دوپہر تک ایک قیراط، دوسرے کو دوپہر سے نماز عصر تک ایک قیراط پر رکھے تیسرے کو نماز عصر سے سورج ڈوبنے تک دو قیراط اجرت پر رکھے۔ پہلے مزدور یہودی ہیں، دوسرے مزدور نصاریٰ اور تیسرے مسلمان کہ ان کے عمل کا وقت تھوڑا مزدوری وگنی۔ حدیث کے آخری لفظ یہ ہیں

الا فانتم الذین یعملون من صلوة العصر الی مغرب الشمس الا لکم الاجر موعین۔

ترجمہ: خبردار ہو کہ تم ہی وہ لوگ ہو جو نماز عصر سے سورج ڈوبنے تک کام کرتے ہو تمہاری مزدوری وگنی ہے۔

اگر عصر کا وقت ایک مثل سے شروع ہو جاتا تو ظہر کے برابر بلکہ کبھی اس سے زیادہ ہوتا اس صورت میں مسلمانوں کی یہ مثال بیان نہ فرمائی جاتی لہذا نماز عصر کا وقت ظہر سے کم ہونا چاہیے۔ یہ جب ہی ہو سکتا ہے جب وہ دو مثل سایہ سے شروع ہوا اگر ایک مثل پر عصر شروع ہو جائے تو بخاری شریف کی حدیث بھی غلط ہو جاتی ہے۔ اس لئے ماننا پڑے گا کہ عصر دو مثل پر شروع ہوتی ہے۔ (جامعہ الحق)

باب ۲

سوالات و جوابات

غیر مقلدین کے بعض سوالات متحمل ہیں جنہیں غور و خوض کرنے کے بعد الشاذلی ہمارے موقف کے مؤید ہیں بعض سوالات غلط فہمی پر مبنی ہیں بعد تحقیقی ان سے ہماری تائید ہوتی ہے۔ بعض سوالات سینہ زوری اور چوری پر مبنی ہیں اگرچہ درحقیقت انہیں کوئی اعتراض نہیں لیکن مخالفین حسب عادت کسی نہ کسی طریق سے اپنا مطلب بناتے ہیں لیکن جب تک غلامان مصطفیٰ ﷺ زندہ ہیں ان کے داؤ دھرے کے دھرے رہ جائیں گے۔ چند سوالات اور ان کے جوابات ملاحظہ ہوں۔

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال قال رسول اللہ ﷺ وقت الظہر اذا زالت الشمس و كان ظل الرجل كظوله مالم يحضر العصر والعصر مالم الصيغر الشمس۔ (المحدث رواہ مسلم، مشکوٰۃ)

جواب

واو جو کہ وکان ظل الرجل الخ میں ہے نہ حرف غایۃ سے ہے اور نہ ہی حالت کے لئے ہے اور نہ ہی یہاں پر عطف کے لئے وقف ہوئی ہے کیونکہ اس طرح سے فاسد ہوگا کوئی معنی کسی طریق سے صحیح نہیں ہو سکتا ہے ہاں یوں کہا جاسکتا ہے کہ یہ واو غایۃ اور مفعول کے درمیان واقع ہوئی ہے اور جملہ محترضہ ہے جس سے زیادہ سے زیادہ دو باتیں

ثابت ہو سکتی ہیں (۱) اس جملہ انتہائے وقت کا بیان ہے (۲) وقت بتانے کے لئے۔ مخالفین پہلی بات کو لیتے ہیں اور ہم دوسری بات کو اور یہ دونوں باتیں حدیث میں متحکم ہیں جب حدیث محتمل بد معنی ہے تو پھر اس سے استدلال باطل کیونکہ مسلمہ قاعدہ ہے

اذا جاء الا حتمال بال الاستدلال

خلاصہ یہ ہے کہ حدیث دونوں معنوں میں مشترک ہے جب اشتراک پایا جائے وہ دلیل حجت نہیں ہو سکتی جب تک کہ اس کے لئے دوسری دلیل سے تائید نہ ہو اور مخالفین کے پاس صریح قول نہیں اور ہمارے پاس بفضلہ تعالیٰ بے شمار دلائل ہیں۔ جنہیں فقیر نے عرض کر دیا ہے اور

جملہ و العصر مالم العفر الشمس

بھی ہمارا مؤید ہے اور حدیث تو آپ نے باب اول میں پڑھ لی ہیں۔

☆ سیدنا جبریل علیہ السلام والی حدیث میں اوقات بتائے گئے ہیں اس میں تو ان ہمیں تائید ملتی ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے دوسرے روز مثل ازل کے بعد ہی ظہر پڑھی اور یہی ہمارا مدعا ہے کہ جن احادیث میں اول وقت نماز پڑھی گئی وہ صرف بعد ضرورت یا برائے بیان جواز حقیقی ورنہ عاویہ اور مختار کا اور افضل یہی رہا کہ گرمیوں میں مثل اول کے بعد ہی ظہر کی نماز پڑھی جاتی ہے۔ ہم نے فعلی احادیث کے علاوہ قولی حدیثیں بھی پیش کر دی ہیں اور مخالفین کے پاس بفضلہ تعالیٰ قولی حدیث تو ایک بھی نہیں نہ صحیح اور نہ ضعیف ہاں خیالی پلاؤ ہیں اور ایسے خیالی پلاؤ شیخ چلی کے پاس بھی بہت تھے جنہیں شریعت مصطفویہ علی صاحب الصلوٰۃ سے کوئی تعلق نہیں۔

سوال ۱

ابوداؤد، ترمذی نے حضرت عبداللہ ابن عباس سے ایک دراز حدیث روایت کی جس میں ارشاد فرمایا کہ حضرت جبریل علیہ السلام مجھے دو دن میں نماز پڑھائی ایک دن ہر نماز اول وقت پڑھی دوسرے دن ہر نماز آخر وقت میں اس کے بعض الفاظ یہ ہیں:

وصلی لی العصر حین صار ظل کل شیء مثله

ترجمہ: حضرت جبریل علیہ السلام نے مجھے پہلے دن عصر اس وقت پڑھائی جب ہر چیز کا سایہ ایک مثل ہو گیا۔ معلوم ہوا کہ عصر کا وقت ایک مثل سایہ پر شروع ہو جاتا ہے اور ظہر کا وقت اس سے پہلے نکل جاتا ہے۔

جواب الزامی: حدیث مخالف کے بھی خلاف ہے کیونکہ اسی حدیث میں اس جگہ یہ بھی ہے:

فلما كان الغد صلى بي الظهر حين كان ظله مثله

ترجمہ: جب دوسرا دن ہوا تو نہ مجھے جبرئیل نے نمازِ ظہر پڑھائی جبکہ ہر چیز کا سایہ اس کی مثل ہو گیا۔

جبرئیل علیہ السلام نے پہلے دن ایک سایہ پر نمازِ عصر پڑھائی دوسرے دن خاص اسی وقت نمازِ ظہر پڑھائی حالانکہ وقتِ عصر ظہر کا وقت نکل جانے کے بعد شروع ہوتا ہے اگر ایک مثل سایہ پر وقتِ عصر داخل ہو جاتا ہے تو دوسرے دن اسی وقت نمازِ ظہر کیوں پڑھائی گئی۔

اس حدیث میں اسی جگہ یہ الفاظ ہیں

وصلی بی العصر حين كان ظله مثليه

ترجمہ: اور دوسرے دن مجھے نمازِ عصر جب پڑھائی جبکہ ہر چیز کا سایہ دو مثل ہو گیا۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نمازِ عصر کا آخری وقت مثل دو سایہ ہے حالانکہ آخری وقت سورج کا غروب ہے۔

تحقیقی جواب

اس حدیث میں اول دن کی نمازِ عصر میں صرف ایک مثل سایہ کا ذکر ہے اور دوسرے دن کے آخر عصر میں دو مثل سایہ کا ذکر ہے اصل سایہ کا جو دو پہر کے وقت ہوتا ہے بالکل ذکر نہیں۔ حالانکہ تم بھی کہتے ہو کہ ایک مثل یا دو مثل اصل سایہ کے علاوہ ہوتا چاہیے تو جو تمہارا جواب وہی ہمارا۔

جواب

اس حدیث میں تو یہ ہے کہ حضور ﷺ کو ایک مثل سایہ نمازِ عصر پڑھادی گئی اور حدیثیں ہم بابِ اذان میں پیش کر چکے ہیں ان میں ذکر ہے کہ حضور ﷺ نے گری میں نمازِ ظہر ٹھنڈی کر کے اور ٹیلے کا سایہ پڑ جانے پر ادا فرمائی جو ایک مثل کے بعد ہوتا ہے تو حدیثیں آپس میں متعارض ہوتیں تو لہذا ہماری حدیثیں کردہ حدیثوں کو ترجیح ہوگئی کیونکہ وہ قیامِ شرعی کے مطابق ہیں اور یہ حدیث قابلِ عمل نہیں کیونکہ قیاسِ شرعی کے خلاف ہے تعارض کے وقت حدیث کو قیاس سے ترجیح ہوتی ہے۔

جواب یہ کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کا یہ عمل پہلے واقع ہوا کیونکہ شبِ معراج کی صبح کو جب نمازِ فرض ہی ہوئی تھی اور حضور ﷺ کا عمل جو ہم پیش کرتے ہیں یعنی ٹھنڈک میں نماز پڑھنا بعد کا عمل ہے لہذا تمہاری حدیثیں کردہ احادیث منسوخ

ہے ہماری پیش کردہ احادیث اس کی تائید اس لئے یہ حدیث قابل عمل نہیں۔

جواب

شرعی قاعدہ ہے کہ یقینی چیز شک سے زائل نہیں ہو سکتی یقین کو یقین ہی دفعہ کر سکتا ہے۔ اس قاعدہ پر صد ہا مسائل نکالے گئے ہیں سورج ڈھلنے سے وقت ظہر یقیناً آگیا اور مثل سایہ پر اس وقت کا ٹکٹنا مشکوک ہے تو اس شک سے وقت ظہر نہ نکلے گا اور عصر کا وقت داخل نہ ہوگا اور قول یقینی ہے اور غیر مقلد ہے اسی لئے باطل ہے۔

سوال ۲

مسلم شریف میں ہے کہ حضرت خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ

شكونا الي النبي ﷺ حر الر مضاء فلم يشكك

ترجمہ : ہم نے رسول اکرم ﷺ کو گرم پتھروں کی گرمی کی شکایت کی تو آپ نے ہماری شکایت نہ سنی۔

اس سے ثابت ہوا کہ ظہر اول وقت میں پڑھی جانی چاہئے۔

جواب

زیادہ سے زیادہ اس حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ گرمی میں ظہر اول وقت پڑھنا جائز ہے چونکہ صحابہ کرام علیہم السلام نے پڑھ لی تھی اور نماز جائز ہوگئی۔ اب حضور علیہ السلام ان کی پتھروں کی گرمی کے متعلق سوائے خاموشی کے اور کیا کرتے جبکہ یہ قدرتی امر ہے اس کا ازالہ کیسا۔

جواب

حضرت خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ دیگر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے تو پتھروں کی گرمی کی شکایت کی تھی جیسے حدیث شریف میں صاف ہے نہ کہ نماز کے جواز و عدم جواز یا استحباب و عدم استحباب سوال کیا تو ان کے سوال کی نوعیت یکم ایسی تھی کہ جس کا ازالہ نہیں ہو سکتا اس لئے سوائے خاموشی اس کا اور کوئی جواب نہ تھا۔

فائدہ

حرمین طہین کی حاضری دینے والے حضرات جانتے ہیں کہ وہاں کی گرمی کیسی شدت کی ہوتی ہے بالخصوص پتھروں کی گرمی کی شدت تو سب کو معلوم ہے تو پتھروں کی گرمی تو دیر تک رہتی ہے اسی لئے اسے تو نماز ظہر کی تاخیر کا احتمال بھی نکلا ہے۔

جواب

بعض علماء کرام اس طرف بھی گئے ہیں کہ حدیث خواب یا اس قسم کی احادیث روایان ابراہ سے منسوخ ہیں چنانچہ علامہ عینی شرح بخاری، ج ۲، ص ۵۲۹ میں اور امام ابوبکر لاثری نے ناخ و منسوخ رسالہ میں اس کی تصریح فرمائی ہے۔

جواب

بعض علماء کرام نے یہ بھی فرمایا ہے کہ حضرت خواب اور ان کے رفقاء ابراہ و معلومہ اور زیادہ نماز ظہر کو ٹھنڈا کر کے پڑھنے کی اجازت چاہی تو آپ خاموشی سے اس کا گویا انکار فرمایا کہ اس کی مزید اس لئے اجازت نہیں ہو سکتی کہ اس طرح سے ظہر کا وقت نکل جائے گا۔ (یعنی شرح بخاری، ج ۲، ص ۵۲۰)

سوال ۳

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں کہ ہم حضور ﷺ کے ساتھ نماز ظہر رات جلدی پڑھتے تھے کہ فرش بہت گرم ہوتا تھا ہم اس پر سجدہ نہ کر سکتے تھے اسی لئے سجدے کی جگہ کپڑا یا ٹھنڈی بکری رکھتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نماز ظہر گرمیوں میں اوّل وقت ہی پڑھنی چاہئے۔

جوابات

☆ یہ حدیث ان تمام حدیثوں کے خلاف ہے جن میں گرمیوں کی ظہر کی تاخیر کرنے کا حکم ہے اور وہ حدیثیں قیاس شرعی کے مطابق لہذا وہ ہی قابل عمل ہیں یہ حدیث ناقابل عمل یا منسوخ ہے جیسا کہ فقیر نے خواب کی حدیث کے جواب میں لکھا ہے۔

☆ فرش کی گرمی خصوصاً ملک عرب میں بہت دیر تک رہتی ہے ایک مثل سایہ کے بعد رہتی ہے۔ یہ گرمی پہلے کی ہوتی تھی وقت ٹھنڈا ہو چکا تھا۔ لہذا یہ حدیث ان احادیث کے بالکل خلاف نہیں جن میں ٹھنڈک کا حکم ہے جہاں تک ہو سکے احادیث میں تطبیق دی جائے جیسے اصول حدیث کا قاعدہ ہے۔

سوال ۴

صحابہ کرام علیہم الرضوان فرماتے ہیں کہ ہم حضور ﷺ کے ساتھ عصر رات جلدی پڑھتے تھے کہ بعد نماز عصر اونٹ ذبح کر کے بونیاں بنا کر بھون کر آفتاب ڈوبنے سے پہلے کھا لیتے تھے اور ہم میں بعض لوگ نماز عصر کے بعد تین میل مسافت طے کر کے اپنے گھر پہنچ جاتے تھے اور ابھی سورج چمکتا ہوتا تھا جیسا کہ مسلم شریف وغیرہ میں ہے۔ اس سے

معلوم ہوا کہ عصر کی نماز دو محل سے پہلے پڑھی جاتی تھی کیونکہ دو محل کے بعد اتنا وقت نہیں بچتا کہ یہ کام کئے جائیں۔

جواب

یہ تمام حدیثیں درست ہیں مگر یہ مذکورہ نتیجہ نکالنا غلط۔ دو محل کے بعد عصر پڑھ کر تین میل فاصلہ بخوبی طے ہو سکتا ہے اہل عرب بہت تیز سفر طے کرتے تھے بعض لوگ دس سٹ میں ایک میل چل لیتے ہیں تین میل آدھ گھنٹے میں چل جاتے ہیں عصر کا وقت بعض زمانہ میں دو گھنٹہ سے بھی زیادہ ہوتا ہے ایسے ہی اونٹ کا ذبح کر لینا اور بھون کر کھا لینا غروب آفتاب سے پہلے ہو سکتا ہے اہل عرب ذبح اور گوشت صاف کرنے پکانے میں بہت ہی پھر تیلے ہوتے ہیں بلکہ بذریعہ آدھ یہ یہ تو اور زیادہ آسان ہے لہذا یہ سوال فضول ہے۔

سوالہ

مسلم بخاری میں حضرت سہل ابن سعد سے روایت ہے

قال ما كنا نقبل ولا نعدى العبد الجمعة

ترجمہ: ہم صحابہ نہ ہی قبول کرتے ہیں نہ ناشتہ کھاتے تھے مگر جمعہ کے بعد۔

اس سے معلوم ہوا کہ جمعہ کی نماز سخت گرمی میں بھی بہت جلد پڑھنی چاہیے کہ دوپہر کا آرام بلکہ صبح کا ناشتہ بھی بعد نماز کیا جائے پھر تم کیسے کہتے ہو کہ گرمیوں میں جمعہ ٹھنڈا کر کے پڑھو۔

جواب

یہ حدیث ظاہری معنی سے تمہارے بھی خلاف ہے کیونکہ اس سے لازم آتا ہے کہ نماز جمعہ ناشتہ اور قبولہ دوپہر کے آرام سے پہلے پڑھی جائے تو چاہیے فجر کے بعد فوراً جمعہ پڑھ لیا جائے کیونکہ ناشتہ تو بالکل سویرے ہوتا ہے تم بھی اتنی جلد پڑھ لینے کا قائل نہیں۔

یہ کہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ ہم جمعہ کے دن جمعہ کی تیاری کی وجہ سے نماز سے پہلے نہ ناشتہ کرتے تھے نہ دوپہر کا آرام بعد نماز یہ سب کچھ کرتے تھے یعنی نماز کی وجہ سے ناشتہ اور آرام پیچھے کر دیتے تھے نہ کہ ناشتہ اور آرام کی وجہ سے جمعہ پہلے پڑھ لیتے تھے جیسا کہ تم سمجھے۔

اس حدیث میں سردیوں کے جمعہ کا ذکر ہے کہ اس زمانہ میں دن چھوٹا ہوتا ہے دوپہر میں گرمی نہیں ہوتی اس لئے سورج ڈھلنے ہی جمعہ پڑھ لیتے تھے دوپہر کا کھانا اور آرام بعد جمعہ کرتے تھے اب بھی مدینہ والے ایسا ہی کرتے ہیں۔

بخاری شریف میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے

ان النبی ﷺ کان یصلی الجمعة حين تروى الشمس

ترجمہ: بے شک نبی پاک ﷺ جمعہ نزل شمس کے وقت پڑھتے تھے۔

اس کا یہ معنی نہیں کہ نماز جمعہ سورج ڈھلنے سے پہلے پڑھ لی جائے چونکہ نماز جمعہ نماز ظہر کی نائب ہے لہذا ظہر کے وقت میں ہی ادا ہوگی اور گرمیوں میں ٹھنڈا کر کے مردیوں میں سورج ڈھلنے ہی پڑھ لی جائے گی۔ اس طرح سے احادیث میں کوئی تعارض نہیں۔

سوال ۶

قال جابر رضي الله تعالى عنه كان النبي ﷺ يصلی بالهاجرة۔ (بخاری)

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ نبی پاک ﷺ ظہر دو پہر گرمی میں نماز پڑھتے تھے۔

اس سے ثابت ہوا کہ ظہر کی نماز گرمیوں میں بھی ازل وقت میں پڑھنا سنت ہے اس لئے کہ **الهاجرة** جو ہے مشق ہے معنی چھوڑنا کیونکہ دو پہر کے وقت گرمی سخت ہوتی ہے اور لوگ کاروبار چھوڑ کر آرام کرتے ہیں اسی لئے اس وقت کا نام **الهاجرة** ہے۔

جواب

یہ حدیث ہمارے خلاف نہیں اس لئے کہ ہم گرمیوں میں اول وقت نماز جائز سمجھتے ہیں اور حضور ﷺ کسی امت کی سہولت کے لئے جواز کے طور پر عمل فرماتے لیکن ہمارا موقف ہے الفضلیت کا اور افضلیت ٹھنڈے وقت میں ہے۔

یہ حدیث فعلی ہے اور ہم نے باب ازل میں احادیث قوی اور ساتھ فعلی بھی لکھی ہیں تو زیادہ ثواب ٹھنڈے وقت میں جائز ہو جانا اور بات ہے زیادہ ثواب حاصل کرنا اور بات۔ سو کھے روکے کھانے سے تو پیٹ بھر جاتا ہے لیکن مزہ مرغن و مکائف غذا میں ہے جس کے آگے روکے کھڑے پڑے ہوں اور مرغن و مکائف بھی تو بتائیے ترجیح کس کو دی جائے گی۔ سمجھدار کے لئے اتنا کافی ہے اور ضدی تو ہے بھی ضد کا پتلا۔

گرمیوں میں اول وقت نماز پڑھنے کا حکم منسوخ ہے۔ حدیث خواب میں فقیر نے علامہ یعنی شارح بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وغیرہ کا حوالہ نقل ہے۔

احادیث ناسخہ

نسخ کی تائید و حدیث ذیل

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے کہ

اذا كان البر و بكر و او اذا كان اكر و بردوا

ترجمہ: جب موسم سرما ہو تو ظہر جلدی پڑھو اور جب موسم گرم ہو تو غنڈا کر کے پڑھو۔

حدیث معمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ہے کہ

كنا نصلی بالهاجرة فقال رسول الله ﷺ ابردو

ترجمہ: ہم دوپہر کے وقت ظہر پڑھتے تھے تو حضور ﷺ نے فرمایا غنڈا کر کے پڑھو۔

گھر کی گواہی

حکم ابراہیمؒ کے بعد چنانچہ غیر مقلدین کا سربراہ شوکانی (نیل الاوطار، ج ۱ ص ۳۰۴) میں لکھتا ہے کہ

وكان آخر الامرين من رسول الله ﷺ الا برد

ترجمہ: حضور سرور عالم ﷺ کا آخری عمل ظہر کو غنڈا کر کے پڑھنا تھا۔

www.faqwanqawaisi.com

تصحیح حدیث از شوکانی

بعض غیر مقلدین اصول حدیث سے ناواقفیت کی بناء پر کہتے ہیں کہ گرمی میں اول وقت ظہر کی روایت خباب صحیح مسلم میں ہے لیکن روایت معمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ غیر صحاح سے ہے تو اس کا ازالہ شوکانی نے یوں کیا کہ حدیث معمرہ کی امام ابو ہامد و امام احمد نے تصحیح کی ہے اور امام بخاری نے حدیث کو محفوظ اور دلائل صحیح میں بہت بڑی دلیل قرار دیا ہے۔ اس کے بعد اسکی شوکانی نے غیر مقلدین کے ایک وہم کو دور کر کے لکھا کہ اگر جہالت تاریخ و عدم معرفت متاخر کی وجہ سے صحیح کو تسلیم نہ کریں تو پھر بھی حدیث ابراہیم (غنڈا کرنا) بہر حال ارجح ہے کیونکہ ابراہیم کی حدیث صحیحین بلکہ تمام اہمات کتب حدیث میں بطریق متعدد موجود ہیں اور حدیث خباب صرف مسلم میں ہے ولا شک ان الحقیق علیہ مقدم حدیث اور وہ حدیث جو طرق متعدد کے سردی ہو مقدم ہوتی ہے۔ (نیل الاوطار ص ۳۰۵)

الحمد للہ شوکانی وہ کہہ گیا جو حنفی کہتے ہیں لیکن وہابی غیر مقلدین پھر بھی نہ مانیں تو ان کی ضد ہے اور ضد لا علاج

تیار ہے۔

سوال ۲

جب حدیث منسوخ ہوگئی تو پھر جواز کی بات کیوں کرتے ہو؟

جواب

تسخیر کی کئی قسمیں ہیں ان میں ایک یہ ہے کہ منسوخ ہونے کے باوجود اس پر عمل کرنا جائز ہے مثلاً محرم کے روزے کی فرضیت منسوخ ہوئی تو اس پر استیجاباً عمل کرنا جائز ہے وغیرہ وغیرہ۔ تفصیل دیکھئے فقیر کی تصنیف ”القول الراسخ فی المنسوخ والناسخ“

سوال ۸

بخاری شریف میں ہے سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں

كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَصَلِّيُ الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ لَمْ تَخْرُجْ مِنْ حَجَرِ تِهَاهُ وَالشَّمْسُ طَالَعَةُ وَلَمْ يَظْهَرِ الْفِي

وَالشَّمْسُ فِي حَجَرِ تِهَاهُ لَمْ يَظْهَرِ الْفِي مِنْ حَجَرِ تِهَاهُ

ترجمہ: حضور ﷺ عصر کی نماز اس وقت پڑھتے کہ سورج ابھی آپ کے حجرے میں ہوتا اور سایہ ظاہر نہ ہوتا اور دھوپ میرے حجرے میں ہوتی اور سایہ نہ پھیلتا۔

www.faqhahqadiri.org

جواب

امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کا جواب لکھا حجرے میں دھوپ اس لئے ہوتی کہ اس کی دیواریں لمبی نہ تھیں اس لئے حجرے سے دھوپ اس وقت جاتی جب آفتاب غروب ہوتا۔

حجرۃ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

یہ مسئلہ تب سمجھ آئے گا جب حجرہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے متعلق معلومات سامنے ہوں یا درہے کہ وہ حجرہ مقدسہ کوئی کوشی یا بنگلہ نہ تھا بلکہ جو حجرے حضور سرور عالم ﷺ نے ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے لئے بنوائے ان کا طول ساڑھے دس فٹ اور عرض تقریباً نو فٹ تھا یونہی چست اتنی اونچی تھی کہ اگر کوئی کھڑا ہو کر ہاتھ بلند کرتے وہ چست کو چھو لیتا اور دونوں کی بلندی ساڑھے چار فٹ اور اس کی چوڑائی پونے دو فٹ تھی اور یہی حال دیواروں کا تھا تو جو حجرہ مبارک اس کیفیت سے ہوا اس میں سورج کی دھوپ کسی وقت تک رہتی ہوگی۔ وہی جو ہم نے کہا کہ دو شملوں کے بعد تک یہ سلسلہ جاری رہتا ہوگا اسی لئے اس سے ہمارا دعویٰ کا اثبات ہے نہ کہ نفی۔

سوال ۹

عقل کا تقاضا یہ ہے کہ گری میں نماز ظہر پڑھی جائے کیونکہ اس میں مشقت ہے اور جو عبادت پر مشقت ہو اس کا ثواب بھی زیادہ ہے۔

جواب: یہ قاعدہ غلط ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

لَا يَكُفُّ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وَشَعَهَا ط

ترجمہ: اللہ کسی جان پر بوجھ نہیں ڈالتا مگر اس کی طاقت بھر اس کا فائدہ ہے۔ (پارہ ۳، سورۃ البقرہ آیت ۲۸۶)

☆ علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ ازل وقت کی فضیلت عام ہے یا مطلق ہے اور ابراد و ابی حدیث مخصوص عند البعض (خاص) اور مقید ہے ایسے مواقع پر خاص عام پر مقید مطلق پر مقدم ہوا کرتا ہے۔ (فتح الباری)

☆ عقل کا تقاضا تفصیلی تو فقیر نے باب اول میں عرض کیا ہے یہاں خصوصیت سے عرض ہے کہ نبی پاک ﷺ نے مدینہ طیبہ میں ظہر کے ٹھنڈا کرنے کا حکم اس لئے دیا تھا کہ صحابہ درود دور سے چل کر باری باری مسجد نبوی شریف حاضری دیتے تھے اس لئے آپ نے ابراد کا حکم دیا تاکہ تمام لوگ جمع ہو جائیں اگر علت کا اعتبار نہ بھی کیا جائے تو وہی علت سب سے زیادہ قوی ہے کہ دو پہر کی گرمی و دوزخ کی بھاپ ہے وہی لئے بچنا ضروری ہے اسی لئے حضور سرور عالم ﷺ کی حالت سفر بھی نماز ظہر میں تاخیر فرمائی اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بار بار روکا اور فرمایا:

ابرد ابرد انتظرو انتظرو

بہر حال ظہر کی نماز گرمیوں میں ٹھنڈا کر کے پڑھنا افضل ہے جلدی میں صرف جواز ہے اور دین کا عاشق اگر ثواب کی فضیلت کو ترجیح دیتا ہے **الحمد للہ** فقیر نے اپنے موقف کو قوی دلائل سے ثابت کر دیا ہے کوئی نہیں مانتا تو قیامت میں اس کا جواب دہ وہ خود ہوگا۔

وما علينا الا البلاغ المبين

صلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ الکریم و علیٰ الہ و اصحابہ اجمعین

مدینے کا بھکاری

الفتیر القادری محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

۳۰ ذوالحجہ ۱۴۲۰ھ ۲۷ مارچ ۲۰۰۰ء ہر دس سو سو گیارہ بجے دن

دارالحدیث جامعہ اویسیہ رضویہ بہاول پور (پاکستان)